

باب ۱۲

تحقیق متن کے طریقے اور متن میں غلطیاں معلوم کرنے کے ذرائع

باب ۱۲

تحقیق متن کے طریقے اور متن میں غلطیاں معلوم کرنے کے ذرائع

مفہوم متن

متن کا اطلاق ان اشیاء پر ہوتا ہے ”مصنف“ کے اصل الفاظ، کتاب کی اصل عبارت (شرح، تفسیر سے قطع نظر کر کے)، کتاب الہی، انجیل و قرآن وغیرہ کی آیت یا آیات جو کسی وعظ یا مقالے کے موضوع یا سند کے طور پر استعمال کی جائیں، متن کتاب کا مضمون (حواشی و تصاویر وغیرہ سے قطع نظر کر کے)، جلی خط، انساب کی کتاب، ”دری کتاب“ (۱)۔

بقول ڈاکٹر تنویر علوی: متن (Text) کسی ایسی عبارت، تحریر یا نقوش تحریر کو کہتے ہیں جن کی قرائت یا معنوی تفہیم ممکن ہو (۲)۔

متن کا لکھا ہوا ہونا ضروری ہے

متن کے لیے ضروری ہے کہ وہ تحریر ہو۔ یہ تحریر کاغذ پر مطبوعہ یا غیر مطبوعہ، مختلف دیات کے ٹکڑوں، لٹی یا لکڑی کی بناکی ہوئی لوحوں (تختیوں)، پتوں اور پتھروں، یا پتھروں اور چٹانوں وغیرہ کسی بھی چیز پر ہو سکتی ہے۔ متن نظم بھی سکتا ہے اور نثر بھی۔ متن ہزاروں سال قدیم بھی ہو سکتا ہے اور ہمارے عہد کے کسی مصنف کی تحریر بھی۔ اس کے لیے زمانے اور وقت کی قید نہیں۔ ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی یا ایک صفحہ کی مختصر سی تحریر، دونوں بھی ہو سکتے ہیں (۳)۔

اقسام متن

متن میں تنوع پایا جاتا ہے۔ بعض اوقات متن دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے: ”اصل

متن“ اور ”اضافی متن“۔ کچھ املائی متن ہوتے ہیں۔ ایک شخص بولتا ہے دوسرا لکھتا ہے۔ اب اگر وہ جو کچھ سنتا ہے وہی لکھتا ہے، تو اسے ”تقلیدی متن“ کہا جائے گا۔ اگر اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق وہ املا کیے ہوئے متن میں الفاظ کو پس و پیش اور مضمون کو کم و بیش کر رہا ہے، تو وہ املائی متن نہیں بلکہ ”نیم تقلیدی متن“ ہو جائے گا۔ بعض متون ”سہمی“ ہوتے ہیں جو بعض اوقات صدیوں تک سینہ بسینہ اور زبان بہ زبان ہوتے ہوئے تحریری شکل میں سامنے آتے ہیں۔

متون میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافے و ترمیم کا عمل بھی جاری رہتا ہے اور اصل و فرع میں کچھ فرق واقع ہو ہی جاتا ہے۔ ایسی شکلوں میں Basic Text قدیم تر قلمی نسخہ ہی کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایسے کسی متن میں وہ ترتیب اور انتظامی کیفیت مشکل ہی سے مل سکتی ہے جو انفرادی طور پر ترتیب دیے ہوئے متون کی ایک خصوصیت ہوتی ہے (۴)۔

قدیم مشرقی و مغربی زبانوں میں کلاسیکی لٹریچر زیادہ تر خطوط کی صورت میں ملتا ہے اور ان ہی قلمی نسخوں کی مدد سے ان کی ہیئت اور حدود تک رسائی ممکن ہے۔ بعض متن اب اپنی اصلی شکل میں نہیں ملتے، بعض کی زبان بدل گئی ہے، اور بعض کا رسم الخط۔ اس لیے ان کی اصل صورت اور حدود و مشتملات کا فیصلہ کرنا مشکل ہے۔

مصادر کے لحاظ سے بھی متن مختلف الحیثیت ہوتے ہیں۔ بعض متون کی قلمی یا مطبوعہ صورت میں صرف ایک ہی روایت دستیاب ہوتی ہے۔ بعض کے متعدد قلمی نسخے ملتے ہیں اور کئی بار یہ کثیر التعداد ہوتے ہیں۔

بعض متون کے قلمی نسخے مختلف خطوط میں ملتے ہیں۔ معلومہ قلمی نسخوں میں سب سے اہم وہ قلمی نسخے ہو سکتے ہیں جو خود مؤلف کے قلم کے مرہون منت ہوں اور جن کے بارے میں داخلی و خارجی شہادت موجود ہو کہ یہ صاحب تصنیف کا اپنا خطی نسخہ ہے۔ ایسے کسی نسخے میں موجود متن کو ”اساسی متن“ قرار دیا جاسکتا ہے۔ دوسرے درجہ پر ایسے قلمی نسخے آسکتے ہیں، جو مصنف کی نظر سے گزر چکے ہوں، یا مصنف کی ایماء سے بڑے اہتمام کے ساتھ تیار کیے گئے ہوں، یا جن کی تیاری میں مصنف کے کسی عزیز شاگرد، مرید یا دوست کا ہاتھ رہا ہو، ایسے

متن کو فرق مراتب کے ساتھ ”استنادی متن“ کہا جا سکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں دوسرے ایسے قلمی نسخوں کے متن کو جنہیں مستند قرار دیا جائے ”استشہادی متن“ کہنا مناسب ہوگا۔ مطبوعہ نسخوں میں بھی قدیم و جدید اور درجہ استناد کے اعتبار سے اہم اور غیر اہم کا فیصلہ انہی اور ایسے ہی باوثوق شواہد کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے۔ جن متنوں کی کتابت شدہ روایت اور پروف کاپیوں کی تصحیح خود مصنف نے کی ہو، اسے مطبوعہ روایتوں میں ”اساسی متن“ کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کی چھان بین میں بڑے حزم و احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ان (مطبوعہ) روایتوں کی اہمیت زیادہ ہوگی، جو صاحب متن کے قریب تر افراد یا زمانے سے تعلق رکھتی ہوں، ان کو ”استنادی متن“ قرار دیا جا سکتا ہے۔ دیگر مطبوعہ شکل میں نسبتاً زیادہ معتبر متن کو ”استشہادی روایت“ کا درجہ دیا جا سکتا ہے (۵)۔ ”... ہر متن ایک مستقل وجود ہے، اور اپنی مختلف روایتوں کی شکل میں ایک سے زیادہ ذیلی وجود رکھتا ہے۔ ایسی صورتحال میں متنوں کی صحیح ہیئت اور جدید روایت کا تعین ایک نہایت مشکل مگر نتیجہ خیز کام ہے، جس کے لیے غیر معمولی سطح پر ذہنی کاوش اور جزئیات کی تلاش کا اہتمام ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بغیر حقیقت تک رسائی ممکن نہیں“ (۶)۔

تحقیق و تصحیح متن کے لوازمات:

۱۔ طرزِ املاً و تاریخ خط سے واقفیت

ایک محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ تحقیق متن کے عمل کے وقت طرزِ املاً و تاریخ خط سے آشنا ہو کیونکہ: ”متن کی تحقیق و تصحیح میں نسخوں کی قدامت کا تعین نہایت اہم مسئلہ ہے۔ جب طرز خط و املا سے واقفیت نہ ہو، تو یہ مسئلہ خاطر خواہ طور پر حل نہیں ہو سکتا۔ ایسے مخطوطے جن پر تاریخ کتابت تحریر ہو، اور وہ ہر طرح کے شک و شبہ سے پاک ہوں، بہت محدود ہوتے ہیں۔ بغیر تاریخ اور مشکوک نسخوں کے بارے میں کوئی رائے اس وقت تک قائم نہیں کی جاسکتی جب تک مختلف دور میں املا اور خط کا جو طرز رائج تھا، اس سے کما حقہ شناسائی نہ ہو“ (۷)۔ اس بحث سے ثابت ہوا کہ متن کی تحقیق اور اس کی صداقت کے تعین میں خط اور املا

سے واقفیت بہت ضروری ہے۔

۲۔ شاعری و فن عروض سے واقفیت

شاعری محلوٹے کی تحقیق و تصحیح کے لیے محقق کا فن شاعری اور عروض سے پورے طور پر واقف ہونا بھی ضروری ہے، اس کے بغیر وہ قدیم متون کی تصحیح خاطر خواہ نہیں کر سکتا، چنانچہ ڈاکٹر نذیر احمد لکھتے ہیں:

”جو شخص ملکہ شاعری اور فن عروض میں حسب ضرورت دستگاہ نہیں رکھتا، وہ قدیم متون کی تصحیح خاطر خواہ نہیں کر سکتا.... متن کی تصحیح میں قدم قدم پر (قوانی و اوزان) کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ ذوق شعر اور مذاق سلیم کے بغیر تصحیح متن کا کام نہیں ہو سکتا....“ (۸)۔

۳۔ عہد بعہد زبان سے واقفیت

تحقیق متن کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ محقق متن عہد بعہد کی زبان سے واقف ہوتا کہ مصنف کے عہد کو بآسانی متعین کیا جاسکے، چنانچہ ڈاکٹر نذیر احمد لکھتے ہیں:

”....محقق متن کے لیے لازم ہے کہ وہ زبان کی ہر دور کی مخصوص خصوصیات کو جانتا ہو تاکہ مصنف کے دور کے تعین میں آسانی ہو۔ اس کے اس علم سے فائدہ یہ بھی ہوگا کہ وہ نامانوس اور نا آشنا لفظوں کا صحیح تعین کر سکے گا“ (۹)۔

۴۔ کاغذ اور روشنائی کی پہچان

طرز خط اور طریق املا سے واقفیت کے ساتھ ساتھ کاغذ اور روشنائی کی پہچان بھی محقق کے لیے ضروری ہے کیونکہ: ”کاغذ و سیاہی تحقیق متن کے امور ہیں جن سے واقفیت سے تحقیق میں مدد ملتی ہے۔ سیاہی کی تیاری بڑا مشکل کام خیال کیا جاتا تھا۔ اس کام میں برسوں تجربہ اور آزمائش کی جاتی تھی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ۸ سو، ۹ سو سال کے پرانے نسخے آج بھی اسی طرح دعوت نگارہ دیتے ہیں۔ ان پرانی سیاہیوں کا مقابلہ آج کل کی سیاہی سے کیا جائے تو ان قدیم

فیکاروں کی دقت نظر کی داد دینا پڑتی ہے۔ یہی حال پرانے کاغذوں کا ہے۔ بعض کاغذ ایسے اچھے ہوتے تھے کہ ہزار سال کی مدت کے بعد آج وہ نئے معلوم ہوتے ہیں۔ کاغذ سیاہی کی مختلف اقسام سے واقفیت نسخے کی قدامت و اہمیت متعین کرنے میں بڑی مفید ہوتی ہے“ (۱۰)۔

۵۔ خطاطوں کے تذکروں سے استفادہ

طرز خط سے پورے طور پر واقف ہونے کے لیے خطاطوں کے تذکروں سے استفادہ ضروری ہے کیونکہ: ”اہم قلمی کتابوں کے لکھنے والے اکثر مشہور خطاط ہوتے ہیں۔ خطاطوں سے واقفیت نسخے کی اہمیت کے تعین کی ضامن ہے۔ اگرچہ خطاطوں کے تذکرے کم ہیں اور جو ہیں ان میں صرف مشہور خطاطوں کا ذکر ملتا ہے۔ غیر خطاط ہزاروں کی تعداد میں ایسے ہیں جن کا احاطہ کسی تذکرے میں نہیں ہو سکا ہے۔ پھر بھی ضمناً مشہور خطاطوں کے ضمن میں بعض غیر معروف خطاطوں کا ذکر آ جاتا ہے۔ بہر حال یہ تذکرے بہت سودمند ہوتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ معمولی کاتب کا لکھا ہوا نسخہ مشہور کاتب کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ اگر ہم خطاطوں کے دور اور ان کے طرز خط سے آشنا ہوں گے تو اس طرح کے جعل کا پردہ فوراً چاک ہو جائے گا۔ غرض قلمی نسخے کی قدر و قیمت کے تعین میں خطاطوں کے تذکروں سے مدد مل سکتی ہے“ (۱۱)۔ حاصل کلام یہ ہے کہ تحقیق متن کے عمل میں ان اسالیب اور لوازمات کا لحاظ اگر نہ رکھا جائے تو محقق کا تحقیق شدہ و ترتیب کردہ متن نہ ہی تو مستند ٹھہر سکتا ہے اور نہ ہی قابل توجہ قرار پا سکتا ہے۔

متن میں تبدیلی یا غلطی کیسے واقع ہوتی ہے؟

روایتیں تقریری بھی ہو سکتی ہیں اور تحریری بھی۔ دونوں صورتوں میں روایت و درایت کے اصولوں کے تحت، روایت کی صحت و عدم صحت کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ زبانی تقریر کے مقابلے میں تحریری روایت کی اصل صورت کے تحفظ کا بڑا ذریعہ ہے لیکن نقل درنقل روایت کی صورت میں ان جانے میں بہت سی تبدیلیاں (غلطیاں) راہ پا جاتی ہیں۔ کبھی خود مصنف بھی غیر ارادی طور پر کچھ کا کچھ لکھ جاتا ہے جو اس کا مقصد نہیں ہوتا۔

یہی صورت کاتب کے ساتھ بھی پیش آسکتی ہے، کبھی غلطی خود روایت نگار کرتا ہے اور کبھی دوسری روایت یا نسخے سے ماخوذ ہوتی ہے۔ جس کے باعث یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک ہی قسم کی تبدیلی یا غلطی ایک سے زیادہ روایتوں میں ملتی ہے (۱۲)۔

متن میں غلطیوں یا تبدیلیوں کی اقسام

متن میں غلطیاں یا تبدیلیاں مختلف النوع ہوتی ہیں۔ محققین نے انہیں ان کی سہی نوعیت کے پیش نظر حسب ذیل انواع میں بانٹ رکھا ہے :

۱۔ ترمیم

نا معلوم اسباب کے تحت ہونے والی تبدیلیاں جن میں سہو نظر اور لغزش قلم بھی شامل ہیں۔

۲۔ تعبیر

جس میں مبہم لفظ کی وضاحت کے لیے کسی عبارت کو بڑھایا گیا ہو۔

۳۔ تنسیخ

جس میں جان بوجھ کر کسی متن یا اجزائے متن کو منسوخ کیا گیا ہو۔

۴۔ تصحیح

صاحب متن نے خود اپنی خواہش اور مقصد کے مطابق عبارت میں کوئی تبدیلی کی ہو۔

۵۔ تصحیف

صاحب متن کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے متن یا اجزائے متن میں دانستہ یا نادانستہ کوئی غلطی کی ہو۔

۶۔ انتساب

غلط انتساب ایک دوسری صورت ہے جس کے اپنے کچھ اسباب و وجوہ ہو سکتے ہیں۔ کبھی یہ خواہش اور ارادے کے تحت ہوتا ہے اور اپنی تصنیف ازراہ عقیدت و خلوص دوسرے کے

نام کر دی جاتی ہے اور کبھی نقل بردار کی لاعلمی، خیالات کی یکسانیت اور اوزان کی یک رنگی اس کا سبب بن جاتی ہے۔ کبھی مختلف تصانیف کی ہم رنگی کے باعث ایسا ہوتا ہے۔ کبھی مصنفین یا کتابوں کے ناموں کی مشابہت اس کا موجب بن جاتی ہے اور کبھی اس سلسلہ میں کچھ خاص مقام صد... کے زیر اثر نوبت جعل و غل تک پہنچ جاتی ہے (۱۳)۔

علاوہ ازیں! متون میں تصرفات کی وجہ سے ان میں غلطیوں کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ متون میں تصرفات دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک الحاق کی شکل میں، دوسرے متن کی زبان میں تغیر اور ترمیم و اصلاح کی صورت میں۔ اول الذکر حالت میں دوسروں کا کلام شامل ہو جاتا ہے اور آخر الذکر صورت میں مصنف کی زبان میں طرح طرح کی ترامیم دانستہ اور بے دانستہ طور پر عمل میں آتی ہیں۔ محقق دونوں طرح کے تصرفات کا تعین کرتا ہے اور متن کو کانٹ چھانٹ کر اصل متن متعین کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ متن میں تصرفات مختلف اسباب کی بناء پر عمل میں آتے ہیں۔ چند اسباب یہ ہیں:

- ۱۔ زبان کی املائی و قلمی اور رسم الخط کی بغض خصوصیات۔
- ۲۔ کاتب کا جہل جو عہداً ہوتا ہے۔
- ۳۔ کاتب کا جہل جو لاعلمی کی بناء پر ہوتا ہے۔
- ۴۔ قدیم متون میں ناموس الفاظ کی کثرت ہوتی ہے، کاتب اکثر پرانے لفظوں کی جگہ نئے لفظ رکھ دیتا ہے۔
- ۵۔ ایک ہی تخلص کے شاعروں کے کلام میں التباس ہو جاتا ہے۔
- ۶۔ کبھی کبھی مختلف مشاعروں کی ایک ہی زمین والی غزلوں اور ان کی متون میں خلط ملط ہو جاتا ہے۔
- ۷۔ ایک شاعر جو کسی خاص صنف میں اور کسی مخصوص طرز کے لیے مشہور ہو گیا، اُس کے مشابہ بہت سی چیزیں جو دوسروں کی ہوتی ہیں، وہ مخصوص شاعر کی طرف منسوب ہو جاتی ہیں۔
- ۸۔ منتخب دیوانوں کا مجموعہ بھی بڑا التباس پیدا کرتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ درمیان

سے وہ ورق نکل جاتا ہے، جس پر شاعر کا نام درج ہوتا ہے، تو سارا کلام اس سے پہلے شاعر کے نام منسوب ہو جاتا ہے۔

۹۔ کبھی کبھی محبوب ہستی کے مرتبے کے پیش نظر بعض دوسری کتابیں ان کی طرف منسوب کر دی جاتی ہیں۔

۱۰۔ انسانی طبائع کی کمزوری، جس کی بہترین مثال ایک ہی کتاب کے دو نسخے ہیں، جو کسی حال میں یکساں نہیں ہو سکتے، دونوں میں کچھ نہ کچھ فرق لازمی ہوتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ ان نقلوں اور نقلوں کی نقلوں میں اتنا فرق آ جاتا ہے کہ وہ الگ الگ کتب معلوم ہونے لگتی ہیں۔

۱۱۔ کبھی کبھی باپ اور بیٹے کے کلام میں سہل انگاری کی بناء پر التباس ہو جاتا ہے اور یہ التباس بڑی غلط فہمی کا سبب بن جاتا ہے (۱۴)۔

صورت حال خواہ کچھ بھی ہو، متنی حقائق کی جستجو کا مقصد متن کی صحیح حدود اور روائتوں کا تعین ہے۔ اس کا فیصلہ کرنے کے لیے کہ متن میں کس نوعیت کی غلطی کہاں موجود ہے؟ گہری چھان بین، تقابلی مطالعہ اور نظر داری کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر کسی صحیح نتیجہ تک پہنچنا آسان نہیں ہوتا (۱۵)۔

علاوہ ازیں درستی متن کے لیے ان امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

- ۱۔ قدیم متنوں کو اصول تدوین کی مکمل پابندی کے ساتھ مرتب کیا جانا چاہیے۔
- ۲۔ کسی اقتباس کے مستند نسخے کو مآخذ بنائے بغیر پیش نہ کیا جائے۔ صحیح متن کی اہمیت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔
- ۳۔ جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے، کہ یہ تحریر ہر طرح کے سقم سے پاک ہے اس وقت تک یقین نہیں کرنا چاہیے کہ جو کچھ ہمارے سامنے ہے وہ بعینہ اس شخص کے افکار و خیالات ہیں۔
- ۴۔ متن کی تصدیق کے سلسلے میں مختلف اسناد و مدارک ہوتے ہیں۔ مثلاً منشور و منظوم متون، بیاضیں، تذکرۃ الشعراء، سیاسی تاریخیں، لغات و قواعد، ملفوظات صوفیہ، مکاتیب

- وغیرہ۔ جب یہ سارے اسناد کام میں لا کر متن کی تصحیح ہوتی ہے تو وہ بڑی حد تک بھروسے کے قابل ہوتے ہیں (۱۶)۔
- ۵۔ متنی نقاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ مختلف عہد کے کچھ منتخب نسخے پڑھے تاکہ اسے مختلف تحریروں پر پورا عبور حاصل ہو سکے۔ زیادہ نسخوں کا مطالعہ تصحیح متن میں مدد و معاون ثابت ہوگا۔
- ۶۔ متن کے متعلقہ عہد کی ادبی تاریخ پر پورا عبور حاصل ہونا چاہیے۔
- ۷۔ متن کی مختلف جہتوں اور نوعی صورتوں کا استحصاء کرنا ضروری ہے تاکہ متن کی صحیح ہیئت کا تعین ہو سکے۔
- ۸۔ یہ جاننا، اور اس امر کا امکان تفحص کرنا ضروری ہے، کہ روایت کو نقل کرنے والا شخص کوئی معتبر شخص ہے یا نہیں، اگر کسی روایت کا سلسلہ آگے بڑھتا ہے تو کن واسطوں سے کہاں تک پہنچتا ہے۔ جو وسائل اور واسطے درمیان میں آتے ہیں انہیں صحت بیان یا روایت کے اعتبار سے کیا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ ان میں کوئی ایسا شخص تو نہیں ہے جس کی قوت تفہیم یا نگارش قلم پر پوری طرح بھروسہ نہ کیا جاسکے، اور جس کی قوت حافظہ پر اعتبار نہ کیا جاسکے۔
- ۹۔ قدیم متون کی صورت میں الفاظ کے قدیم املا کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔
- ۱۰۔ ”کسی متن کی اصل اور صحیح صورت وہی ہو سکتی ہے جس کے ساتھ خود صاحب متن نے اسے پیش کیا ہو۔ اپنی اصلی شکل میں مصنف کا اپنا مسودہ یا مہیضہ اگر مل جائے اور باوثوق سطح پر اس کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ یہ صحیح ہے تو اسی روایت کو اصل متن قرار دیا جانا چاہیے.....“ (۱۷)۔
- ۱۱۔ ”...تخلیقی متون میں جہاں زبان، املا اور تلفظ کے بہت سے مسائل متن سے وابستہ ہوتے ہیں وہاں اولین متن کو اساسی روایت قرار دینا اور مؤخر روایت کو اضافی حیثیت سے شامل کرنا زیادہ بہتر صورت ہو سکتی ہے....“ (۱۸)۔
- ۱۲۔ تصحیح متن کا کام قدیم قلمی یا مطبوعہ نسخوں کی مدد سے ان کے تقابلی مطالعہ کی روشنی میں

کیا جانا چاہیے۔ اس کے لیے مصنف یا مصنف کے زمانے کے رسم الخط، زبان، املا اور تلفظ کی صورتوں سے علمی سطح پر واقفیت ضروری ہے۔ اس زمانے کی لغات اور فرہنگوں سے بھی حسب ضرورت استفادہ کیا جاسکتا ہے (۱۹)۔